نکاح میں ولی کی اجازت؟

غلام مصطفیٰ ظہیرامن پوری

دینِ اسلام نے اصول واحکام اور تہذیب ومعاشرت کے بارے میں واضح رہنمائی فرمائی ہے، باپ بیٹی جیسے مقدس رشتے کے حقوق سے بھی شناسا کیا، بیٹی عزت ہوتی ہے، جب وہ اپنے باپ کی اجازت کے بغیر شادی رچالیتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کی عزت فرار ہوگئی ہے، ایسا باپ شرم سے زمین میں گڑ جاتا ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی دہلیز سے باہر قدم رکھنا اپنے لیے باعثِ ذلت ورسوائی سمجھتا ہے۔

اسلام بھلا اپنے ماننے والوں کی ذلت کب برداشت کرسکتا ہے؟ اسی لیے اس نے ایسی عورت کی نکاح کو کالعدم قرار دیا جو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے، لیکن افسوس کہ اسلام کا نام لے کر اسلام کو رسوا کرنے والوں نے جہاں اور بہت سے اوچھے ہتھکنڈے اپنائے، وہاں ایک کوشش یہ بھی کی کہ کسی طریقے سے ولی کی اجازت کو نکاح سے نکال باہر کیا جائے تاکہ بے حیائی آسانی سے اسلامی معاشرے میں سرایت کرجائے، مگر ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اس وعید سے ڈرنا چاہیے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾(النور : ۱۹)

''بلاشبہ جو لوگ ایمان والوں میں فحاشی پھیلانا پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

آیئے نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور اس کے خلاف دی جانے والی دلیلوں کا منصفانہ جائزہ لیتے ہیں:

دلیل نمبر ۱:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾(البقرة: ۲۳۲)

''جب تم عورتوں کو طلاق دے دو، پھر وہ اپنی مقررہ عدت کو پہنچ جائیں، تو ان کو اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔''

یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں، اس آیت میں اولیا کو خطاب ہے، اس سے عورت کے نکاح میں ان کا اختیار اور حق ثابت ہوتا ہے۔

مشہور سنّی مفسر امام ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ (م ۳۱۰ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''اس آیتِ کریمہ میں واضح دلالت ہے کہ ان لوگوں کی بات صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ عصبہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، کیونکہ اگر عورت نکاح کرنا چاہے تو اس کو روکنے سے اللہ تعالیٰ نے ولی کو منع فرما دیا ہے، اگر عورت بغیر ولی کے خود اپنا نکاح کر سکتی ہوتی یا جسے چاہے اپنا ولی بنا سکتی ہوتی تو اس کے ولی کو نکاح کے سلسلے میں اسے روکنے کی ممانعت کا کوئی معنیٰ مفہوم نہیں، کیونکہ اس صورت میں ولی کے پاس عورت کو روکنے کا کوئی راستہ ہی نہیں، اس لیے کہ وہ جب چاہتی خود اپنا نکاح کر لیتی یا جسے وہ خود اپنا ولی بناتی وہ اس کا نکاح کر دیتا

(اصلی ولی کو منع کرنے کا کوئی مطلب ہی نہ ہوتا)۔''(تفسير الطّبري :٤٨٨/٢)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

فِيهَا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَمْلِكُ أَنْ تَزَوَّجَ نَفْسَهَا ، وَأَنَّهٗ لَا بُدَّ فِي النِّكَاحِ مِنْ وَّلِيٍّ، كَمَا قَالَ التِّرْمُذِيُّ وَابْنُ جَرِيرٍ عِنْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ .

''اس آیت میں دلیل ہے کہ عورت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی، بلکہ نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے، یہی بات امام ترمذی اور امام ابنِ جریر رحمہما اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٥٦٤/١_٥٦٥، بتحقيق عبدالرزاق المهدي)

اس آیت کریمہ کی وضاحت میں سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ فَأَتَانِي ابْنُ عَمٍّ لِّي فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلَاقًا لَّهٗ رَجْعَةٌ، ثُمَّ تَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَمَّا خُطِبَتْ إِلَيَّ أَتَانِي يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ : لَا، وَاللّٰهِ لَا أُنْكِحُهَا أَبَدًا، قَالَ : فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾(البقرة : ٢٣٢) الْآيَةَ، قَالَ : فَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ .

''میری طرف میری ایک بہن سے نکاح کے لیے پیغام آئے، میرا ایک چچازاد

بھی آیا، میں نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا، پھر اس نے اسے رجعی طلاق دے دی، پھر اس کو چھوڑ دیا حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی، جب میری طرف (دوسرے لوگوں کی طرف سے) نکاح کے پیغام آنے لگے، تو وہ بھی نکاح کا پیغام لے کر آ گیا، میں نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! میں کبھی اپنی بہن کا نکاح تجھ سے نہیں کرے گا، میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾(البقرة : ٢٣٢)، پھر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اسی سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔''

(صحيح البخاري : : ٥١٣٠، سنن أبي داوٗد : ٢٠٨٧، واللّفظ لهٗ، سنن الترمذي : ٢٩٨١)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِأَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيْهَا دُونَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تَحْتَجْ إِلٰى وَلِيِّهَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللّٰهُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ الْأَوْلِيَاءَ فَقَالَ : ﴿لَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾، فَفِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْأَمْرَ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ فِي التَّزْوِيجِ مَعَ رِضَاهُنَّ .

''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں، کیونکہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ثیبہ (طلاق یافتہ) تھی، اگر معاملہ

نکاح اسی کے ہاتھ میں ہوتا، تو وہ خود اپنا نکاح کر لیتی اور اپنے ولی سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی محتاج نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ولیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ (ان کو اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو)، لہٰذا اس آیت سے معلوم ہوا کہ معاملۂ نکاح ولیوں کے ہاتھ میں ہے، ہاں عورتوں کی رضامندی ضروری ہے۔'' (سنن الترمذي، تحت الحديث: ٢٩٨١)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ) اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے، اگر یہ شرط نہ ہوتی تو مرد کی عورت میں اور عورت کی مرد میں دلچسپی کافی ہو جاتی، اسی حدیث کے ذریعے اس قیاس کا بھی رد ہو جاتا ہے جس قیاس کے ذریعے امام ابوحنیفہ نے ولی کی اجازت کی شرط کے نہ ہونے پر حجت لی ہے، انہوں نے نکاح کو بیع (خرید وفروخت) پر قیاس کیا ہے، اس طرح کہ اس معاملے میں عورت اس معاملے میں خود مختار ہے، ولی کی ضرورت نہیں اور یہی معاملہ نکاح کا ہے، انہوں نے ولی کی اجازت نکاح کے لیے شرط ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث کو چھوٹی بچی پر محمول کیا ہے اور اس قیاس کے ذریعے ان احادیث کے عموم کو خاص کیا ہے، لیکن یہ قیاس فاسد ہے، سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے مقابلے میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(نيل الأوطار: ١٩٧/٤)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''نکاح میں ولی کی اجازت کی شرط ہونے میں علما نے اختلاف کیا ہے، جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولی کی اجازت نکاح کے لیے شرط ہے، ان کا کہنا ہے کہ عورت قطعاً اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی، انہوں نے مذکورہ احادیث کو دلیل بنایا ہے، ان میں سے قوی ترین دلیل وہ سببِ نزول ہے جو اس آیتِ کریمہ کے بارے میں مذکور ہے اور یہ ولی کی اجازت شرط ہونے پر صریح ترین دلیل ہے، ورنہ ان (سیدنا معقل رضی اللہ عنہ) کے روکنے کے کوئی معنی نہیں، نیز یہ کہ اگر وہ عورت خود نکاح کر سکتی ہوتی تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جو اپنے معاملے میں خود مختار ہو، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی نے اس کو اس کام سے روک دیا ہے، امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس بارے میں کسی صحابی کا اختلاف ان کے علم میں نہیں۔''

(فتح الباري : ۱۸۷/۹)

دلیل نمبر۲:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ .

(النّساء : ۲۵)

''تم ان کے گھر والوں کی اجازت کے ساتھ ان سے نکاح کرو اور ان کو معروف طریقے سے ان کے حق مہر ادا کرو۔''

امام ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿بِإِذْنِ أَهْلِهِنّ﴾ بِإِذْنِ أَرْبَابِهِنَّ وَأَمْرِهِمْ إِيَّاكُمْ بِالنِّكَاحِ

وَرَضَاهُمْ .

''یعنی ان عورتوں کے سرپرستوں کی اجازت، نکاح کے بارے میں ان کے حکم اور رضامندی سے (نکاح کرو)۔''(تفسیر ابن جریر ۱۹/۴)

دلیل نمبر۳:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾(البقرة : ۲۲۱)

''تم (اپنی عورتوں کا) مشرکین سے نکاح نہ کرو، تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَجْهُ الِاحْتِجَاجِ مِنَ الْآيَةِ وَالَّتِي بَعْدَهَا أَنَّهُ تَعَالٰى خَاطَبَ بِالنِّكَاحِ الرِّجَالَ وَلَمْ يُخَاطِبْ بِهِ النِّسَاءَ، فَكَأَنَّهُ قَالَ : لَا تُنْكِحُوا أَيُّهَا الْأَوْلِيَاءُ مَوْلَيَاتِكُمْ لِلْمُشْرِكِينَ .

''اس آیت اور بعد والی آیت سے وجہِ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بارے میں مردوں کو مخاطب کیا ہے، عورتوں کو نہیں، گویا کہ یوں فرمایا ہے کہ اے ولیو! تم اپنی زیرِ ولایت عورتوں کا مشرکین سے نکاح نہ کرو۔''

(فتح الباري : ۱۸٤/۹)

دلیل نمبر۴:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَأَنكِحُوْا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾(النور : ۳۲)

''اپنے میں سے بے نکاح مردوں وعورتوں کا نکاح کرو۔''

اس آیتِ کریمہ سے بھی امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔

قرآنی دلائل کے بعد حدیثی دلائل ملاحظہ ہوں:

دلیل نمبرا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دورِ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں:

إِنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ ؛ فَنِكَاحٌ مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ أَوِ ابْنَتَهٗ، فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا، ...... فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهٗ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

''دورِ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے تھے، ان میں سے ایک تو وہی ہے جو آج لوگ اختیار کرتے ہیں، یعنی ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اس کی زیرِ ولایت عورت یا بیٹی کے بارے میں پیغامِ نکاح بھیجتا، پھر اس عورت کو حق مہر دے کر اس سے نکاح کر لیتا...... جب محمد ﷺ حق دے کر مبعوث فرمائے گئے، تو آپ نے جاہلیت کے سارے نکاح ختم کر دیئے سوائے اس نکاح کے جو لوگ آج کرتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : ٥١٢٧)

امامِ بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث میں موجود إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ کے الفاظ سے ثابت کیا ہے کہ ولی کی اجازت نکاح میں ضروری ہے، کیونکہ جس نکاح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا ہے، اس کا انداز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی بیان کیا ہے کہ ولی خود عورت کا نکاح کرے۔

دلیل نمبر۲:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾(النساء : ١٢٧)

''وہ (بھی فتویٰ دیتا ہے تم کو) ان کی بابت جو پڑھا جاتا ہے، تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے بارے میں جنہیں تم ان کے مقرر کردہ حق مہر ادا نہیں کرتے اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں رکھتے۔''

ایسی یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوا جو کسی ایسے آدمی کے پاس ہو جس کے مال میں وہ شریک ہو، وہ آدمی اس لڑکی سے نکاح کا زیادہ مستحق ہے، لیکن وہ اس سے نکاح کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا اور اسے دوسروں سے نکاح کرنے سے بھی روکتا ہے، اس ڈر سے کہ کہیں کوئی اس کے مال میں شریک نہ ہو جائے۔''

(صحيح البخاري : ٥١٢٨)

دلیل نمبر۴:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ، حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ عُمَرُ : لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ : إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، فَقَالَ : سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِي فَقَالَ : بَدَا لِي أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ : فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ : إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ .

''جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا ابنِ حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے، مدینہ میں فوت ہو گئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو پیشکش کی، میں نے کہا، اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں، انہوں نے فرمایا، میں اپنے میں غور وفکر کروں گا (پھر بتاؤں گا)، میں کچھ راتیں ٹھہر گیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور فرمایا، میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ میں اس وقت شادی نہ کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: اگر آپ چاہیں، تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں (آخر ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور انہیں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہو گیا)۔''

(صحيح البخاري : ٥١٢٩)

ان دونوں حدیثوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ پہلی حدیث میں نکاح سے روکنے کی نسبت ولی کی طرف کی گئی ہے اور اس بات کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، اگر اسلام میں ولی کے پاس عورت کو نکاح سے روکنے کی اتھارٹی ہے ہی نہیں، تو اس آیت کے نزول کا کوئی مقصد نہ ہوا، حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔

دوسری حدیث میں بھی واضح ہے کہ باوجود بیوہ ہونے کے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے نکاح کا انتظام ان کے ولی یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، نیز إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ . (اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے حفصہ کا نکاح کر دوں) کے الفاظ عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت کے ضروری ہونے پر صریح ہیں، کیونکہ اگر ولی کو کوئی اختیار نہ ہو، تو اس کی طرف نکاح کی نسبت کرنا لغت و عقل دونوں کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر ۴:

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ . ”ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔“

(المستدرك للحاكم : ۱۷۳/۲، ح : ۲۷۱۷، وسندہٗ حسنٌ والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۷۰۲)، امام ابن حبان (۴۰۸۳)، امام علی بن المدینی (المستدرک للحاکم ۲/۱۷۰، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷/۱۰۸)، امام ذہلی (المستدرک للحاکم ۲/۱۷۰) اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(تخريج أحاديث المختصر : ٣٧١/٢-٣٧٢)

علامہ مناوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔

(التيسير : ٥٠٢/٢، فيض القدير : ٤٣٧/٦، نظم المتناثر للكتاني، ص ١٤٧)

یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ دَلَّ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَصِحُّ النِّكَاحُ إِلَّا بِوَلِيٍّ، لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي النَّفْيِ نَفْيُ الصِّحَّةِ لَا الْكَمَالِ .

''یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں، کیونکہ نفی میں اصل صحت کی نفی ہوتی ہے نہ کہ کمال کی نفی۔''

(سبل السّلام : ١١٧/٣)

دلیل نمبر ۵:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ .

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر مرد اس کے ساتھ دخول

کر لیتا ہے، تو اس عورت کو مرد کی طرف سے شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض حق مہر ملے گا اور اگر ان (باپ کے علاوہ ولیوں) میں اختلاف ہو جائے، تو حاکمِ وقت اس کا ولی ہے، جس کا کوئی ولی نہیں ہے۔''

(مسند إسحاق : ٤٩٩، مسند الإمام أحمد : ٦/١٦٥ـ١٦٦، مسند الحميدي : ٢٢٨، مسند الطّيالسي (منحة : ١/٣٠٥)، سنن أبي داوٗد : ٢٠٨٣، سنن ابن ماجه : ١٨٧٩، سنن الترمذي : ١١٠٢، السّنن الكبرىٰ للنسائي : ٥٣٩٤، مسند أبي يعلٰى : ٢٠٨٣، سنن الدّارقطني : ٣/٢٢١، السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٧/١٠٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ ابن عساکر رحمہما اللہ (معجم الشیوخ: ۲۳۴) نے ''حسن'' جبکہ امام ابن الجارود (۷۰۰)، امام ابو عوانہ (۴۲۵۹)، امام ابن خزیمہ (فتح الباری ۹/۱۹۱)، امام ابن حبان (۴۰۷۴، ۴۰۷۵)، حافظ بیہقی (السنن الکبریٰ: ۷/۱۰۷)، حافظ ابن الجوزی (التحقیق ۲/۲۵۵) اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابو موسیٰ المدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ثَابِتٌ مَّشْهُورٌ يُّحْتَجُّ بِهٖ .

''یہ مشہور، ثابت اور قابل حجت حدیث ہے۔''

(اللّطائف : ٥٥٦، ٥٨٦، ٦٠٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

(تخريج أحاديث المختصر : ٢/٢٠٥)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كُلُّهُمْ ثِقَةٌ حَافِظٌ .

''تمام راوی ثقہ اور حافظ ہیں۔'' (معرفة السّنن والآثار : ١٠/٢٩)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ جَلِيلٌ فِي هٰذَا الْبَابِ : «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ»،

وَعَلٰى هٰذَا الْاِعْتِمَادُ فِي إِبْطَالِ نِكَاحٍ بِغَيْرِ وَلِيٍّ .

''ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، اس بارے میں یہ حدیث عظیم الشان ہے اور بغیر ولی کے نکاح کو باطل قرار دینے پر اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔''

(الكامل لابن عدي : ۱۱۱۵/۳، وفي نسخة : ۲٦٦/۳)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

ذِكْرُ بُطْلَانِ النِّكَاحِ الَّذِي نُكِحَ بِغَيْرِ وَلِيٍّ .

''ولی کے بغیر کیے گئے نکاح کے باطل ہونے کا بیان۔''

(صحيح ابن حبان : ۳۸٤/۹)

دلیل نمبر ٦:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، لَا نِكَاحَ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيٍّ .

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے، اس کا نکاح باطل ہے، ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : ۱۱۱/۷، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ . ''یہ سند صحیح ہے۔''

دلیل نمبر ۷:

ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

كَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ : زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ .

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ازواجِ رسول پر فخر کرتے ہوئے کہتی تھیں کہ آپ سب کا نکاح آپ کے گھر والوں نے کیا ہے، جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : ٦٤٢٠)

دلیل نمبر ۸:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يُزَوِّجَ ابْنَتَهٗ فَلْيَسْتَأْذِنْهَا .

''جب کوئی اپنی بیٹی کی شادی کرنے لگے، تو اس سے اجازت طلب کرے۔''

(مسند أبي يعلٰى : ٧٢٢٩، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رَوَاهُ أَبُو يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''اس کو امام ابویعلی اور امام طبرانی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح

بخاری کے راوی ہیں۔''

(مجمع الزّوائد : ٢٧٩/٤)

اس حدیث میں آدمی کو اپنی بیٹی کا نکاح کرتے وقت اس سے اجازت لینے کا حکم دیا گیا ہے، واضح ہے کہ نکاح کا اختیار ولی کے پاس ہے، ورنہ اگر عورت اس معاملے میں خود مختار ہوتی تو ولی کیسے اس کا نکاح کر سکتا تھا اور کیوں اس سے اجازت طلب کرتا پھرتا، پھر تو عورت اپنے گھر والوں کو بتاتی کہ میں نے فلاں مرد سے نکاح کرنا ہے، جبکہ حدیث میں ولی کو حکم ہے کہ وہ لڑکی کو اعتماد میں لے۔

دلیل نمبر ۹:

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلثَّیِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا، وَالْبِکْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا سُکُوتُهَا .

''شوہر دیدہ اپنے (نکاح کے) بارے میں اپنے ولی سے بڑھ کر حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے گی، اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔''(صحیح مسلم : : ١٤٣١)

دوسری روایت ہے:

لَیْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّیِّبِ أَمْرٌ، وَالْیَتِیمَةُ تُسْتَأْمَرُ، وَصُمْتُهَا إِقْرَارُهَا .

''ولی کو شوہر دیدہ کے (نکاح کے) متعلق کوئی اختیار نہیں، کنواری لڑکی سے

مشورہ لیا جائے گا، اس کی خاموشی ہی اقرار ہے۔''

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ اس حدیث کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

((أَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا)) أَرَادَ بِهِ أَحَقَّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا بِأَنْ تَخْتَارَ مِنَ الْأَزْوَاجِ مَنْ شَاءَتْ، فَتَقُولُ: أَرْضٰى فُلَانًا، وَلَا أَرْضٰى فُلَانًا، لَا أَنَّ عَقْدَ النِّكَاحِ إِلَيْهِنَّ دُونَ الْأَوْلِيَاءِ.

''بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ وہ خاوندوں میں سے جس کو چاہے پسند کرے، وہ کہے کہ میں فلاں کو پسند کرتی ہوں اور فلاں کو پسند نہیں کرتی، یہ مراد نہیں کہ عقدِ نکاح اولیاء کی بجائے ان کے ہاتھ میں ہے۔''(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث: ٤٠٨٧)

نیز لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ)) يُبَيِّنُ لَكَ صِحَّةَ مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ أَنَّ الرِّضَا وَالْاِخْتِيَارَ إِلَى النِّسَاءِ وَالْعَقْدَ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ، لِنَفْيِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَلِيِّ انْفِرَادَ الْأَمْرِ دُونَهَا إِذَا كَانَتْ ثَيِّبًا، لِأَنَّ لَهَا الْخِيَارَ فِي بُضْعِهَا وَالرِّضَا بِمَا يُعْقَدُ عَلَيْهَا.

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ)) أَرَادَ بِهِ تُسْتَرْضٰى فِيمَنْ عَزَمَ لَهُ عَلَى الْعَقْدِ عَلَيْهَا، فَإِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ إِقْرَارُهَا، ثُمَّ يَتَرَبَّصُ بِالْعَقْدِ إِلَى الْبُلُوغِ، لِأَنَّهَا وَإِنْ صَمَتَتْ

وَأَذِنَتْ لَيْسَ لَهَا أَمْرٌ وَلَا إِذْنٌ، إِذِ الْأَمْرُ وَالْإِذْنُ لَا يَكُونُ إِلَّا لِلْبَالِغَةِ .

''نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ بیوہ کے ساتھ ولی کو کوئی کام نہیں، ہمارے اس مذہب کی صحت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا ہے کہ مرد کے بارے میں رضا واختیار تو عورتوں کا حق ہے اور نکاح کرنا اولیا کا حق ہے، کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے عورت کے بیوہ ہونے کی صورت میں ولی کو عورت سے پوچھے بغیر اپنی مرضی سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ عورت کو اپنی عصمت میں اختیار اور مرد میں رضامندی ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے۔

نیز فرمانِ نبوی کہ کنواری لڑکی سے مشورہ کیا جائے، اس سے مراد یہ ہے کہ جس مرد سے اس کا نکاح کرنے کا ارادہ ہو، اس کے بارے میں اس کی رضامندی طلب کی جائے، اگر وہ خاموش ہو جائے تو یہ اس کا اقرار ہے، پھر وہ اس لڑکی کے بالغ ہونے تک عقد کا انتظار کرے، کیونکہ اگرچہ اس نے خاموش ہو کر اجازت دے دی ہے، مگر اس نابالغ کے لیے نہ کوئی امر ہے اور نہ اجازت، کیونکہ مشورہ اور اجازت صرف بالغہ کے لیے ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قَدِ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِجَازَةِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ وَلِيٍّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَا احْتَجُّوا بِهِ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ، وَهٰكَذَا أَفْتٰى بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ، وَإِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ : أَنَّ الوَلِيَّ لَا يُزَوِّجُهَا إِلَّا بِرِضَاهَا وَأَمْرِهَا، فَإِنْ زَوَّجَهَا فَالنِّكَاحُ مَفْسُوخٌ عَلٰى حَدِيثِ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ، حَيْثُ زَوَّجَهَا أَبُوهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهُ .

''اس حدیث سے بعض لوگوں نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے جواز کی دلیل لی ہے، حالانکہ اس حدیث میں ان کی دلیل موجود نہیں، کیونکہ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں (سنن ابن ماجہ : ۱۸۸۰، وسندہٗ حسن والحدیث صحیح)، اسی طرح سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فتویٰ دیا ہے (سنن سعید بن منصور : ۵۵۳، مصنف ابن ابی شیبۃ : ۴/۲/۱۲۸، وسندہٗ ضعیف)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ شوہر دیدہ اپنے ولی سے بڑھ کر اپنے نفس کی حق دار ہوتی ہے، اکثر علمائے کرام کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ ولی اس کا نکاح اس کی رضامندی اور مشورے کے بغیر نہیں کرسکتا، اگر ولی نے اس کا نکاح بغیر اس کی مرضی کے کر دیا تو وہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا، جیسا کہ خنساء بنتِ خدام کی حدیث (صحیح بخاری ۱/۱۷۷، ح : ۵۱۳۸، سنن ترمذی : ۱۱۰۸)

ہے کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا، وہ شوہر دیدہ تھیں، انہوں نے اس نکاح کو پسند نہ کیا، تو نبی ﷺ نے اس کے ولی کا کیا ہوا نکاح رد کر دیا۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ١١٠٨)

علامہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

((الْأَيِّمُ أَحَقُّ)) هُوَ يَقْتَضِي الْمُشَارَكَةَ، فَيُفِيدُ أَنَّ لَهَا حَقًّا فِي نِكَاحِهَا وَلِوَلِيِّهَا حَقًّا، وَحَقُّهَا أَوْكَدُ مِنْ حَقِّهِ، فَإِنَّهَا لَا تُجْبَرُ لِأَجْلِ الْوَلِيِّ، وَهُوَ يُجْبَرُ لِأَجْلِهَا، فَإِنْ أَبٰى زَوَّجَهَا الْقَاضِي، فَلَا يُنَافِي هٰذَا الْحُدِيثُ حَدِيثَ : لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ .

''شوہر دیدہ زیادہ حق رکھتی ہے، یہ فرمانِ نبوی مشارکت کا تقاضا کرتا ہے، یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ نکاح میں عورت کا بھی حق ہے اور اس کے ولی کا بھی حق ہے اور اس کا حق زیادہ تاکید والا ہے، پس (شوہر دیدہ) کو ولی کی وجہ سے مجبور نہیں جائے گا، جبکہ اس کے ولی کو اس شوہر دیدہ کی وجہ سے مجبور کیا جائے گا، چنانچہ اگر وہ (ولی) انکار کر دے تو قاضی اس کا ولی بن کر نکاح کر دے گا، یہ حدیث، لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ والی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔''

(حاشية السندي على سنن النّسائي : ٨٤/٦)

یہی بات حافظ نووی رحمہ اللہ نے کہی ہے۔(شرح صحيح مسلم ١/٤٥٥)

فائده :

اَلْأَيِّمُ کا لفظ اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے، لیکن یہاں اس سے مراد شوہر دیدہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اَلْبِكْرُ کا عطف اَلْأَيِّمُ پر ہے، معطوف اور معطوف علیہ

کے درمیان مغایرت ہوتی ہے، اس کی تائید صحیح مسلم (۱/ ۴۹۵، ح: ۱۴۲۱) کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا .

''شوہر دیدہ عورت اپنے نفس کی اپنے ولی سے بڑھ کر حق دار ہے۔''

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : اَلْأَيِّمُ هُنَا الثَّيِّبُ .

''علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہاں اَلْأَيِّمُ سے مراد شوہر دیدہ عورت ہے۔''

(شرح مسلم : ۱/۴۵۵)

امام سعید بن مسیّب اور امام حسن بصری رحمہما اللہ ایسی عورت، جس نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا ہو، اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا . ''ان دونوں کے درمیان جدائی کی جائے گی۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۱۳۱/۲/٤، ح : ۱٦۱۷٦، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِهٰذَا يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَمَالِكٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

''امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام مالک، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد ابن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : ۱۱۰۷)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:

إِنَّهُ دَلَّ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ وَّالسُّنَّةُ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ، وَهُوَ عَادَةُ الصَّحَابَةِ، إِنَّمَا كَانَ يُزَوِّجُ النِّسَاءَ الرِّجَالُ، لَا يُعْرَفُ أَنَّ امْرَأَةً تُزَوِّجُ نَفْسَهَا، وَهٰذَا مِمَّا يُفَرَّقُ فِيهِ بَيْنَ النِّكَاحِ وَمُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ.

''اس کی دلیل قرآن وسنت میں بار ہا مقامات پر موجود ہے، یہی صحابہ کی عادت تھی، مرد ہی عورتوں کا نکاح کرتے تھے، یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ (اس دور میں) کسی عورت نے اپنا نکاح خود کر لیا ہو، اسی بات سے نکاح اور ناجائز آشنائی والیوں میں فرق ہوتا ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ٣٢/١٣١)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّ النِّكَاحَ لَا يَصِحُّ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَّلَا تَمْلِكُ الْمَرْأَةُ تَزْوِيجَ نَفْسِهَا وَلَا غَيْرِهَا وَلَا تَوْكِيلَ غَيْرِ وَلِيِّهَا فِي تَزْوِيجِهَا، فَإِنْ فَعَلَتْ لَمْ يَصِحَّ النِّكَاحُ.

''ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں، نہ ہی عورت اپنا یا کسی اور عورت کا نکاح کر سکتی ہے، نہ اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو اپنے نکاح کی ذمہ داری دے سکتی ہے، اگر ایسا کرے گی تو نکاح درست نہ ہوگا۔'' (المغني: ٦/١٤٩)

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فِي اشْتِرَاطِ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ تَنْوِيهُ أَمْرِهِمْ وَاسْتِبْدَادُ النِّسَاءِ بِالنِّكَاحِ وَقَاحَةً مِّنْهُنَّ، مَنْشَؤُهَا قِلَّةُ الْحَيَاءِ وَاقْتِضَابٌ عَلَى الْأَوْلِيَاءِ وَعَدَمُ اكْتِرَاثٍ لَهُمْ، وَأَيْضًا يَجِبُ أَنْ يُّمَيَّزَ النِّكَاحُ مِنَ السَّفَاحِ بِالتَّشْهِيرِ وَأَحَقُّ التَّشْهِيرِ أَنْ يَّحْضُرَهُ أَوْلِيَائِهَا .

''نکاح میں ولی کی جو شرط لگائی گئی ہے، اس میں ولیوں کی شان کو بلند کرتا ہے اور عورتوں کا نکاح کے ساتھ منفرد ہونا یہ ان کی رسوائی ہے، جس کا باعث قلتِ حیاء، مردوں پر برجستہ ہونا اور ان کی پروانہ کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ نکاح کو بدکاری سے تشہیر کے ساتھ جدا کیا جائے اور اس تشہیر میں سب سے زیادہ حق دار چیز ولیوں کا حاضر ہونا ہے۔''(حجة الله البالغة :۱۲۷)

اعتراض:

إِنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ : وَمِثْلِي يُصْنَعُ هٰذَا بِهِ؟ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ : فَإِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : مَا كُنْتُ لِأَرُدَّ أَمْرًا قَضَيْتَنِيهِ، فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ بنتِ عبدالرحمٰن کا نکاح منذر بن زبیر سے کر دیا، جبکہ عبدالرحمٰن شام کے سفر پر تھے، جب وہ آئے تو کہنے لگے، کیا میرے جیسے شخص کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے؟ کیا میرے جیسے شخص کے مشورے کے بغیر کام کیا گیا ہے؟ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر سے بات کی، منذر نے کہا : یہ کام عبدالرحمٰن کے بعد ہوا تھا، عبدالرحمٰن نے کہا: میں اس معاملے کو رد نہیں کر سکتا، جسے آپ نے طے کر دیا ہے، لہٰذا حفصہ، منذر کے ہاں ہی رہیں اور یہ طلاق نہ ہوئی۔''

(موطأ الإمام مالك : ٥٥٥/٢ ، السنن الكبرىٰ للبيهقي : ١١٢/٧-١١٣)

جواب:

یہ معاملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے اور مشورے سے طے پایا تھا، اس لیے نکاح کی نسبت ان کی طرف کر دی گئی ہے، ولی کوئی اور ہوگا، کیونکہ ایک عورت دوسری عورت کی ولی نہیں بن سکتی، اس میں اشارہ تک نہیں ملتا کہ یہ نکاح ولی کے بغیر ہوا تھا، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أُجِيبَ بِأَنَّهٗ لَمْ يَرِدْ فِي الْخَبَرِ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهَا بَاشَرَتِ الْعَقْدَ، فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْبِنْتُ الْمَذْكُورَةُ ثَيِّبًا وَدَعَتْ إِلٰى كُفُءٍ وَأَبُوهَا غَائِبٌ، فَانْتَقَلَتِ الْوِلَايَةُ إِلَى الْوَلِيِّ الْأَبْعَدِ أَوْ إِلَى السُّلْطَانِ.

''اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں یہ وضاحت موجود نہیں کہ سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود نکاح کیا تھا، احتمال ہے کہ مذکورہ لڑکی بیوہ ہو اور وہ ہم سر رشتے کے سپرد کر دی گئی اس حال میں کہ اس کا باپ غائب تھا، چنانچہ ولایت دور والے ولی یا حاکمِ وقت کی طرف منتقل ہو گئی۔'' (فتح الباري: ۱۸٦/۹)

امام بیہقی رحمہ اللہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أُرِيدَ بِهِ أَنَّهَا مَهَّدَتْ تَزْوِيجَهَا، ثَمَّ تُوَلِّي عَقْدَ النِّكَاحِ غَيْرَهَا، فَأُضِيفَ التَّزْوِيجُ إِلَيْهَا، لِأَنَّهَا فِي ذٰلِكَ وَتَمْهِيدِهَا أَسْبَابُهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''اس سے مراد یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کا بندوبست کیا تھا، جبکہ نکاح کا ولی وہ نہیں بنی تھیں، مگر (اس بندوبست کی وجہ سے) نکاح کی نسبت ان کی طرف کر دی گئی، کیونکہ وہ اس نکاح کے بندوبست میں شریک تھیں اور نکاح کا بندوبست کرنا یہ اس نکاح کے اسباب میں سے ہے، (لہٰذا سبب بننے والے کی طرف نسبت ہو گئی۔'' (السنن الکبریٰ للبیھقي: ۱۱۳/۷)

ثابت ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی روایت کے خلاف کچھ نہیں کیا، والحمد للہ!

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، مِنَ الْفُقَهَاءِ الَّذِينَ يُنْتَهٰى إِلٰى قَوْلِهِمْ مِنْ تَابِعِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ، كَانُوا يَقُولُونَ: لَا تَعْقِدُ امْرَأَةٌ عُقْدَةَ النِّكَاحِ فِي نَفْسِهَا وَلَا فِي غَيْرِهَا.

''عبدالرحمٰن بن زناد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جن تابعین کے قول کو فیصلہ کن سمجھا جاتا تھا، وہ کہتے تھے کہ عورت نہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے، نہ کسی اور

عورت کا۔'' (السنن الکبریٰ للبیهقي ۷/۱۱۳، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، إِنَّ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا هِيَ الْبَغِيُّ .

''عورت کسی اور کا یا اپنا نکاح نہیں کر سکتی، اپنا نکاح خود کرنے والی زانیہ ہے۔''

(سنن الدارقطني : ۳/۲۲۸، وسندهٗ صحیحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَالزَّانِيَةُ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا .

''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے، نہ ہی اپنا نکاح خود کرے، جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہے، وہ زانیہ ہے۔''

(سنن الدارقطني : ۳۵۳۹، وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔ (اتحاف المهرة : ۱۵/۵٦٦)

نیز امام ابن منذر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خِلَافُ ذٰلِكَ .

''اس کے خلاف کسی صحابی سے کچھ ثابت نہیں۔''

(فتح الباري : ۹/۱۸۷)

مشہور تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ .

''کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہیں کرسکتی۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۱۳٤/۲/٤، وسندہٗ صحيح)

فائدہ:

امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَكَانُوا يَقُولُونَ : إِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا .

''عورت اپنا نکاح خود نہیں کرسکتی، وہ (صحابہ وتابعین) فرمایا کرتے تھے کہ جو عورت خود اپنا نکاح کرتی ہے، وہ بلاشبہ زانیہ ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۱۳٤/۲/٤، وسندہٗ صحيحٌ)

اعتراض نمبر۲:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ أَجَازَ نِكَاحَ امْرَأَةٍ بِغَيْرِ وَلِيٍّ، أَنْكَحَتْهَا أُمُّهَا بِرِضَاهَا .

''آپ نے ایک عورت کا بغیر ولی کے نکاح جائز قرار دیا، اس کی ماں نے اس کی رضامندی سے نکاح کیا تھا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۱۳۲/۲/٤، سنن سعيد بن منصور : ۵۸۰)

تبصرہ:

سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، کیونکہ:

① راوی مبہم اور مجہول ہے۔

② یہ قرآن وحدیث اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے قول کے بھی خلاف ہے۔